Majallah-yi Talim o Tahqiq

مجلہ تعلیم و تحقیق

Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem,
Sector H-15, Islamabad, Pakistan

مرکز تعلیم و تحقیق، گلشنِ تعلیم، ایچ۔۱۵، اسلام آباد، پاکستان

ISSN (P): 2618-1355, ISSN (Online): 2618-1363

Issue 1,Vol 7,January- March,2025

شمارہ ۱، جلد ۷، جنوری—مارچ، ۲۰۲۵

مذاہب اربعہ میں داڑھی کی شرعی حیثیت: ایک تحقیقی جائزہ

The Islamic Perspective on Beard :A Research-Based Analysis

Dr.Muhammad Nauman Khalid[1]

Dr. Abdul Majid[2]

Abstract:

The beard is an important command in Islam and a requirement of human nature. In all previous divine laws, keeping a beard was mandated, and it remains a Sunnah of all the Prophets (peace be upon them). Just as Allah Almighty has bestowed beauty upon women by granting them hair on their heads, He has also concealed the beauty and elegance of men in their beards.

One evidence of this is that the most beautiful person in humanity was the Prophet Muhammad. After him, the most handsome was Prophet Yusuf (Joseph, peace be upon him), followed by the other Prophets (peace be upon them), who were also among the most beautiful humans. Allah Almighty commanded all of them to grow beards, and their faces were adorned with them. This clearly indicates that the beard is a source of beauty for men, not a cause of unattractiveness (God forbid), contrary to the belief that is *gradually* taking root among the younger generation today.

Islam is a religion that aligns perfectly with human nature; none of its commandments go against natural instincts. Rather, every directive in Islam fully corresponds to the inherent needs of human nature. The beard is also a natural attribute of men, an essential part of their innate disposition.

Keywords:beauty and elegance, human nature, natural attribute, divine laws.

[1] Assistant professor : Alghazali University, jamia tur Rashishid, Karachi.

[2] Associate professor : Alghazali University, jamia tur Rashishid, Karach

ابتدائیہ

ڈاڑھی اسلام کا اہم حکم اور انسانی فطرت کا تقاضا ہے، سابقہ تمام شریعتوں میں ڈاڑھی رکھنے کا حکم تھا اور یہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے، اللہ تعالیٰ نے جیسے عورت کو سر کے بال عطا فرما کر حسن عطا کیا اسی طرح مرد کا حسن اور اس کی خوبصورتی ڈاڑھی میں پوشیدہ ہے، جس کی ایک دلیل یہ ہے کہ انسانیت میں سب سے خوبصورت حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ تھی، آپ ﷺ کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن ہے اور ان کے بعد انسانیت میں سب سے زیادہ حسین بقیہ انبیائے کرام علیہم السلام تھے، ان سب کو اللہ تعالیٰ نے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا اور ان سب کے چہرے ڈاڑھی سے مزین تھے۔ جس سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی مرد کے لیے حسن کا سبب ہے نہ کہ بدصورتی (نعوذ باللہ) کا ذریعہ، جیسا کہ آج کل نوجوان نسل میں عملی طور پر یہ نظریہ آہستہ آہستہ پروان چڑھ رہا ہے۔

ڈاڑھی رکھنا بہت بڑی فضیلت کا باعث ہے، اگرچہ کسی حدیثِ پاک میں صراحۃً تو ڈاڑھی رکھنے کی فضیلت نہیں آئی، لیکن چونکہ داڑھی بڑھانا حضور اکرم ﷺ کی سنتِ مبارکہ ہے اور ایک حدیث میں آتا ہے:

"عن ابي هريرة قال قال النبي صلى الله عليه و سلم المتمسك بسنتي عند فساد أمتي له أجر شهيد "[3] یعنی جو شخص میری امت کے فساد کے زمانہ کے وقت میری سنت کو لازم پکڑے گا اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہوگا۔

آج چہار دانگ عالم میں حضور اکرم ﷺ کی سنتوں کو ذبح کیا جا رہا ہے، خصوصاً ڈاڑھی جو حضور اکرم ﷺ اور تمام انبیائے کرام علیہم السّلام کا سنت عمل ہے اور شریعتِ مطہرہ نے ڈاڑھی رکھنے کو واجب قرار دیا ہے، ایسے حالات میں جو شخص اس سنت پر عمل کرے گا اللہ تعالیٰ کے ہاں عظیم اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔ حضور اکرم ﷺ کی شکل و شباہت کو اپنانا آج کے نت نئے فتنوں سے بچاؤ اور قیامت کے دن حضور اکرم ﷺ کی شفاعت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

دینِ اسلام عین فطرت کے مطابق ہے، اس کا کوئی حکم خلافِ فطرت نہیں، بلکہ ہر حکم انسانی فطرت کے تقاضوں پر صحیح طور پر پورا اترتا ہے۔ اور ڈاڑھی بھی مرد کی فطرت میں سے ہے، چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں، ان میں سے ایک ڈاڑھی بڑھانا بھی ہے، یعنی جو انسان کی فطرت میں داخل ہیں اور انسان کی فطرت تقاضا کرتی ہے کہ ان پر عمل کیا جائے، اس لیے شریعت نے فطرت کے مطابق عمل کرنے کا حکم اور خلافِ فطرت کام کرنے سے منع فرمایا اور ایسے کام کو شیطان کا فعل قرار دیا ہے۔[4]

ڈاڑھی کے وجوب کے دلائل

قرآن و حدیث میں بہت سے دلائل موجود ہیں جو ڈاڑھی کے بڑھانے پر دلالت کرتے ہیں، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

---

[3] أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني المعجم الأوسط (القاهره ،دار الحرمين)، ج5، 315، ح5414۔

[4] مقالہ ہذا میں میں قارئین کے لیے جو نیا پہلو پیش کیا گیا ہے، اس کے نکات درج ذیل ہیں:

تقابلی و تحقیقی جائزہ: یہ مقالہ **چاروں مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی)** میں داڑھی کی شرعی حیثیت کا تقابلی جائزہ پیش کرتا ہے، جو ایک جامع تحقیق ہے۔ اکثر کتب یا تو کسی ایک فقہ پر مرکوز ہوتی ہیں یا عمومی گفتگو کرتی ہیں، جبکہ یہاں تمام مکاتب فکر کا تفصیلی تقابل پیش کیا گیا ہے۔

جدید تناظر میں تحلیل: مقالے میں جدید دور میں داڑھی کی شرعی حیثیت کو **فقہی اصولوں، معاشرتی عوامل اور قانونی پہلوؤں** کی روشنی میں جانچا گیا ہے، جو اس تحقیق کو معاصر اہمیت دیتا ہے۔

نوجوان نسل کے شکوک و شبہات کا ازالہ: عصر حاضر میں بہت سے نوجوان مذہبی مسائل پر غیر یقینی صورتحال کا شکار ہیں اور **سوشل میڈیا پر غیر مستند معلومات** کی بنیاد پر اپنی رائے قائم کر لیتے ہیں۔ یہ مقالہ ایک مستند اور تحقیقی جائزہ فراہم کرے گا، جو ان کے شکوک و شبہات کو **علمی بنیادوں پر دور** کرے گا۔

1۔احادیثِ مبارکہ میں ڈاڑھی بڑھانے کا حکم:

جواحادیثِ مبارکہ ڈاڑھی بڑھانے کے متعلق وراد ہوئی ہیں ان تمام میں صیغۂ امر استعمال کیا گیا ہے، جیسے '' وفّروا اللحی،أوفروا اللحی، أعفوا اللحی، جزوا الشوارب اور أرخوا اللحی '' وغیرہ۔اور علمائے اصولیین کا قاعدہ ہے کہ جب صیغۂ امر بغیر کسی قرینہ کے مطلق آئے، تو جمہور علمائے کرام رحمہم اللہ کے نزدیک وجوب کا تقاضا کرتا ہے یعنی اس سے ثابت شدہ حکم پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے، چنانچہ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ: میں فرماتے ہیں:

"قالوا انما یکون مطلق الأمر یقتضي الوجوب إذا تعری عن قرینه"[5]

یعنی مشائخ نے فرمایا کہ مطلق امر جب قرینہ سے خالی ہو تو وجوب کا تقاضا کرتا ہے۔

علامہ بحر العلوم عبد العلی رحمہ اللہ مسلم الثبوت کی شرح فواتح الرحموت میں بھی صیغۂ امر سے حکم کا واجب ہونا ثابت کیا ہے۔[6]

نیز بعض روایات میں صراحۃً لفظ امر بھی وارد ہوا ہے، چنانچہ مسلم شریف کی روایت ہے:

عن ابن عمر عن النبي صلی اللہ علیه وسلم أنه:أمر بإحفاء الشوارب، وإعفاء اللحیة[7]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مونچھوں کو صاف رکھنے اور ڈاڑھی کے بڑھانے کا حکم دیا۔

اور جب کسی حکم کے بارے میں روایت میں صراحۃً لفظ "امر" (حکم) وارد ہوا ہو تو اس سے بھی اس حکم پر عمل کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے، چنانچہ علامہ بدر الدین زرکشی رحمہ اللہ میں فرماتے ہیں:

إذا قال الراوي أمرنا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بکذا قال القاضي أبو الطیب الطبري وجب حمله علی الوجوب[8]

یعنی جب راوی اس طرح روایت کرے کہ "ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اس بات کا حکم دیا"، تو علامہ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کو وجوب پر محمول کیا جائے گا۔

اسی طرح دوسری جگہ علامہ زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، کہ جب صحابی یوں کہے کہ ہمیں حکم دیا گیا یا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو ہمارے نزدیک اس حکم کو قبول کرنا واجب ہے۔[9]

نیز علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے میں لکھا ہے کہ شریعت میں اگر کسی شئ کا حکم دیا جائے تو حنفیہ اور شافعیہ کے جمہور فقہاء کرام رحمہم اللہ کے نزدیک اس کی ضد کا حکم منہی عنہ (جس سے منع کی گیا ہو) کا ہو گا۔[10]

2۔کفار کی مشابہت:

اسلام نے تشبّہ بالکفار (کفار کی مشابہت) کو ممنوع قرار دیا ہے، خواہ یہ مشابہت عبادات و معاملات میں ہو یا معاشرت اور تہذیب و ثقافت میں۔ایسا کوئی بھی کام کرنا شرعا جائز نہیں جس میں کفار کی مشابہت لازم آتی ہو اور شریعت کے اس اصول پر قرآن و حدیث میں کافی دلائل موجود ہیں، چنانچہ قرآن مقدّس میں ارشاد ہے:

---

[5] أبو بکر بن العربي المالکي،الأحکام لابن العربي ،دار الکتب العلمیة،بیروت ،ج3،ص397۔

[6] محمد بن عبد الواحد السیالکوتي،فواتح الرحموت في شرح مسلم الثبوت،(القاهرة،دار الحرمین)،ج۱،ص373

[7] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیري النیسابوري، صحیح مسلم،(القاهرة،دار احیاء التراث العربي)،ج۱،ص222

[8] العلامة الزرکشي الشافعي رحمه اللہ ا البحر المحیط في أصول الفقه (القاهرة، دار الکتب العلمیة)،ج2،ص109

[9] ایضا ،ج1 ،ص232

[10] محمد بن علي بن محمد الشوکاني إرشاد الفحول إلی تحقیق الحق من علم الأصول (القاهرة، دار الکتاب العربي)،ج۱،ص.263

وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ[11]

ترجمہ: اور یہ لوگ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو کتاب دی گئی تھی، پھر ان پر ایک لمبی مدت گزر گئی اور ان کے دل سخت ہو گئے اور (آج) ان میں سے بہت سے لوگ نافرمان ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ولهذا نهى الله المؤمنين أن يتشبهوا بهم في شيء من الأمور الأصلية والفرعية.[12]

ترجمہ: اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنین کو امورِ اصلیہ (جیسے فرائض وغیرہ) اور امورِ فرعیہ (جیسے لباس وغیرہ) میں کفار کی مشابہت سے منع فرمایا ہے۔

اس کے علاوہ بہت سی احادیث میں وارد ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے عبادات اور معاشرت وغیرہ میں یہود و نصاریٰ کی مخالفت کا حکم دیا، چنانچہ عاشوراء کے روزہ کے ساتھ نویں یا گیارہویں تاریخ کے روزہ کا حکم کفار کی مشابہت سے بچنے کے لئے دیا گیا۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

خالفوا المشركين أحفوا الشوارب، وأوفوا اللحى یعنی مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھیں کٹواؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔[13]

مشرکین چونکہ ڈاڑھیاں کٹواتے تھے، اس لیے آپ ﷺ نے یہ حکم صادر فرمایا، لہذا حضور اکرم ﷺ کے اس حکم کا تقاضا ہے کہ کفار کی مخالفت کرتے ہوئے ڈاڑھی کو بڑھانا واجب ہے۔

3۔ عورتوں کی مشابہت:

شریعت مطہرہ نے مردوں کو عورتوں کو اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک نقل فرماتے ہیں:

ليس منا من تشبه بالرجال من النساء ولا من تشبه بالنساء من الرجال[14]

یعنی ہم میں سے نہیں وہ عورت جس نے مردوں کی مشابہت اختیار کی اور وہ مرد جس نے عورتوں کی مشابہت اختیار کی۔

اسی طرح ایک روایت میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

عن ابن عباس قال لعن النبي {صلى الله عليه وسلم} المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال[15]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

---

[11] الحديد: 16

[12] إسماعيل بن كثير القرشي الدمشقي ،تفسير ابن كثير (بيروت، لبنان، دار إحياء التراث العربي) ج8،ص20

[13] الإمام مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري ،صحيح مسلم (بيروت، دار إحياء التراث العربي)ج ا،ص222

[14] جلال الدين السيوطي ،جامع الأحاديث (بيروت، دار الكتب العلمية)،ج18،ص317۔

[15] محمد فؤاد عبدالباقي ،الجمع بين الصحيحين البخاري ومسلم (القاهرة، دار الريان للتراث)، ج2،ص82۔

پر رضامندی کا اظہار کرتا ہے، پس ایسا شخص لعنت کا مستحق ہوتا ہے۔[16]

اور اصولیین کا قاعدہ ہے کہ جس گناہ کے ارتکاب پر شریعت میں لعنت وارد ہوئی ہو وہ گناہِ کبیرہ ہوتا ہے، اسی لئے فقہاء کرام رحمہم اللہ نے تشبہ بالنساء کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے، جب عورتوں کے ساتھ مشابہت کو گناہ کبیرہ قرار دیا گیا ہے اور ڈاڑھی مونڈنے کی صورت میں عورتوں کے ساتھ مشابہت کا ہونا یقینی ہے اور گناہ کبیرہ سنت کے چھوڑنے سے لازم نہیں آتا، بلکہ آدمی واجب یا فرض کے ترک سے کبیرہ گناہ کا مستحق ہوتا ہے۔ لہذا ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، نہ کہ صرف سنت۔

4۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق (Creature) میں تبدیلی:

شریعت میں تغییر بخلق اللہ (اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز میں تبدیلی کرنے) کی شدید مذمت کی گئی ہے، قرآن مقدس میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے تغییر بخلق اللہ کو شیطان کا فعل قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ[17]

یعنی میں (شیطان) ضرور بالضرور میں ان کو حکم دوں گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز میں تبدیلی کریں۔

اور احادیث مبارکہ میں ایسا کرنے والے مرد اور عورت کو لعنت کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- قال لعن الله الواشمات والمستوشمات (والمتوشمات) والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله، ما لي لا ألعن من لعنه رسول الله۔[18]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جسم گودنے والی، جسم کو گدوانے والی، چہرے کے بال اکھاڑنے والی، اور چہرے کے بال اکھڑوانے والی اور دانتوں کو باریک کر ان کے درمیان کشادگی پیدا کرنے والی عورتیں جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرتی ہیں، ان پر لعنت فرمائی ہے، مجھے کیا ہے کہ میں ان پر لعنت نہ کروں؟ جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ عبد الرؤف مناوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حدیث میں ذکر کی گئی عورتوں کو لعنت کی مستحق قرار دینے کی وجہ تغییر بخلق اللہ ہے، لہذا اللہ تعالیٰ کی بنائی گئی چیزوں میں تبدیلی کرنا حرام ہے، اسی وجہ سے علمائے کرام رحمہم اللہ نے ایسے شخص کو وعید اور لعنت کا مستحق ٹھہرایا ہے۔[19]

لہذا ایسا کام کرنا جس میں اللہ تعالیٰ کی بنائی گئی چیز میں تبدیلی کرنا لازم آتا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم بھی نہ دیا ہو (جیسے بغلوں کے بال کاٹنا وغیرہ) شرعاً ناجائز ہے۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ ڈاڑھی مونڈنے میں تغییر بخلق اللہ لازم آتا ہے کیونکہ احادیثِ مبارکہ میں ڈاڑھی بڑھانے کو فطرت سے شمار کیا گیا ہے، اور فطرت کو تبدیل کرنا اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنا ہے، چنانچہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرّہ بیان القرآن میں پیچھے ذکر کردہ آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"قولہ تعالیٰ" وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ "اس میں ڈاڑھی منڈانا بھی داخل ہے"[20]

اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ "حجۃ اللہ البالغہ (ص: ۳۸۶)": "میں فرماتے ہیں:

فلا بد من إعفائها، وقصها سنة المجوس، وفيه تغيير خلق الله

---

16 أبو الفرج عبد الرحمن بن الجوزي، كشف المشكل من حديث الصحيحين، (الریاض، دار الوطن) ص570۔

17 النساء: 119

18 محمد بن إسماعيل البخاري، صحيح البخاري (بيروت، دار طوق النجاة) ج7، ص164۔

19 الحافظ زین الدین عبد الرؤف المناوي، التيسير بشرح الجامع الصغير (الرياض، مكتبة الإمام الشافعي) ج2، ص570۔

20 أشرف علی تھانوی، بیان القرآن (بیروت، دار الکتب العلمیۃ) ج1، ص410۔

یعنی ڈاڑھی کو بڑھانا واجب ہے اور اس کو کاٹنا مجوس کا طریقہ ہے، اور اس (ڈاڑھی مونڈنے) میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرنا لازم آتا ہے۔

5۔مثلہ کرنا:

اسلام نے مثلہ کرنے کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے، چنانچہ ابوداؤد شریف میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔عبارت ملاحظہ فرمائیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحثنا على الصدقة وينهانا عن المثلة[21]

یعنی رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقہ کی ترغیب دیتے تھے اور مثلی کرنے سے منع فرماتے تھے۔

اسی لئے علامہ شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ نے فرمایا" المثلة حرام "یعنی مثلہ کرنا حرام ہے۔[22]

جب شریعت میں مثلہ کرنا ناجائز اور ممنوع ہے اور مثلہ کا معنی صورت کو تبدیل کرنا ہے، اور ڈاڑھی مونڈنے میں بھی صورت تبدیل ہوتی ہے، لہذا یہ بھی مثلہ کے مفہوم میں داخل ہے، چنانچہ علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے بھی بدائع الصنائع میں ڈاڑھی مونڈنے کو مثلہ قرار دیا ہے

مقدارِ قبضہ (مٹھی کی مقدار) کی تحقیق

وہ تمام روایات جن میں حضور اکرم ﷺ نے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے، ان سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

ایک ڈاڑھی بڑھانے کا وجوب اور دوسرا یہ کہ ڈاڑھی بڑھانے کی کوئی خاص حد مقرر نہیں، بلکہ مطلقاً ڈاڑھی بڑھانا ضروری ہے، چنانچہ عبارات ملاحظہ فرمائیں:

ابن عمر عن النبي ﷺقال خالفوا المشركين وفروا اللحى وأحفوا (وأحفوا) الشوارب[23]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو، ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ۔

ابن عمر عن النبى -صلى الله عليه وسلم- قال :أعفوا اللحى ، وأحفوا الشوارب[24]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ۔

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:جزوا الشوارب، وأرخوا اللحى خالفوا المجوس[25]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مونچھیں کٹواؤ، ڈاڑھیاں چھوڑو اور مجوس کی مخالفت کرو۔

عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:خالفوا المشركين أحفوا الشوارب، وأوفوا اللحى.[26]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو، ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ۔

---

[21] أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني ،سنن أبي داود شريف (بيروت، دار الكتاب العربي)،ج3،ص6۔

[22] أبو بكر محمد بن أحمد بن عبد الله السرخسي ، المبسوط (بيروت، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع)ج4،ص33۔

[23] بخاري، صحیح البخاری، ص342۔

[24] أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي، السنن الكبرى للبيهقي (حيدر آباد، مجلس دائرة المعارف النظامية في الهند)ج1،ص149۔

[25] مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، الصحيح لمسلم (بيروت، دار إحياء التراث العربي)ج1،ص222۔

[26] ايضا

مذکورہ بالا تمام روایات میں کوئی حد نہیں بیان کی گئی ڈاڑھی کس حد تک بڑھائی جائے، بلکہ بغیر حد کی تعیین کے مطلقاً ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے، لہذا ان روایات کا تقاضا تو یہ ہے کہ ڈاڑھیوں کو بالکل نہ کاٹا جائے، لیکن بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ایک مٹھی کی مقدار سے زائد بال کاٹنے کا جواز معلوم ہوتا ہے، چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ کا عمل منقول ہے:

كان أبو هريرة يقبض على لحيته، ثم يأخذ ما فضل عن القبضة[27]

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی ڈاڑھی کو پکڑتے اور مٹھی کی مقدار سے زائد بال لے لیتے تھے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے:

أنه كان يأخذ ما فوق القبضة، وقال وكيع ما جاز القبضة [28]

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مٹھی کی مقدار سے زائد بال لے لیتے تھے اور امام وکیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (فوق القبضہ سے مراد) جو مٹھی سے تجاوز ہو جاتی۔

بعض فقہاء کرام رحمہم اللہ نے ان متعارض احادیث میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ ڈاڑھی کا کاٹنا جو شرعاً ممنوع ہے، وہ عجمیوں کی طرح کاٹنا یا حلق کرنا ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے علامہ طبری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے:

قال الطبري ذهب قوم إلى ظاهر الحديث فكرهوا تناول شيء من اللحية من طولها ومن عرضها وقال قوم إذا زاد على القبضة ----------- حمل هؤلاء النهي على منع ما كانت الأعاجم تفعله من قصها وتخفيفها[29]

ترجمہ: امام طبری رحمہ اللہ نے فرمایا بعض لوگوں نے حدیث کے ظاہر کو دیکھتے ہوئے، ڈاڑھی کے طول اور عرض سے لینے کو ناپسند سمجھا اور بعض لوگوں نے قبضہ سے زائد مقدار میں ڈاڑھی کاٹنے کی اجازت دی، لہذا ان میں تطبیق کی صورت یہ ہے، کہ ممانعت اس وقت ہو گی، جب اس حد تک ڈاڑھی کو کاٹا جائے، جس حد تک عجمی لوگ کاٹتے تھے اور وہ ڈاڑھی کو بالکل کاٹ دیتے یا بہت ہلکی ڈاڑھی رکھتے تھے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے ہدایہ کی شرح بنایہ میں بھی اسی طرح تطبیق دی ہے کہ جہاں کاٹنے کی ممانعت ہے وہاں بالکل ڈاڑھی کو کاٹ دینا یعنی حلق کر دینا مراد ہے۔[30]

اس سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی اگر زیادہ لمبی ہو جائے، تو اس کے کچھ بال لینا جائز ہے، لیکن عجمیوں کی طرح ڈاڑھی کا حلق کرنا یا مٹھی کی مقدار سے کم کتروانا جائز نہیں۔ البتہ کس حد تک کاٹنا جائز ہے اس میں فقہائے کرام رحمہم اللہ کا اختلاف ہے، چنانچہ علامہ نووی رحمہ اللہ شرح مسلم (۴۱۸/۱) میں فرماتے ہیں:

وقد اختلف السلف هل لذلك حد ؟ فمنهم من لم يحدد شيئا في ذلك إلا أنه لا يتركها لحد الشهرة ويأخذ منها، وكره مالك طولها جدا، ومنهم من حدد بما زاد على القبضة فيزال ، ومنهم من كره الأخذ منها إلا في حج أو عمرة[31]

---

[27] أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي، مصنف ابن أبي شيبة (الرياض، مكتبة الرشد)، ج8، ص374۔

[28] أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي ، مصنف ابن أبي شيبة (الرياض، مكتبة الرشد)، ج8، ص375۔

[29] الحافظ شهاب الدين ابن حجر العسقلاني ، فتح الباري (بيروت، دار المعرفة للطباعة والنشر)، ج10، ص350۔

[30] بدر الدين العيني الحنفي ، البناية شرح الهداية (بيروت، دار الكتاب الإسلامي)، ج4، ص73۔

[31] يَحْيَى بن شَرَف بن مُرَيْم النووي ،شرح النووي على مسلم (بيروت، دار إحياء التراث العربي)، ج1، ص418۔

ترجمہ: سلف نے اس میں اختلاف کیا ہے، کہ کیا ڈاڑھی کے لئے کوئی حد مقرر ہے، پس بعض حضرات نے فرمایا کہ اس میں کوئی تحدید نہیں ہے، لیکن جب بہت زیادہ بڑھ جائے تو پھر اس سے کچھ لے لے، اور امام مالک رحمہ اللہ نے ڈارھی کے زیادہ لمبا ہونے کو مکروہ قرار دیا، اور بعض حضرات نے مٹھی کی مقدار کے ساتھ تحدید کی، اور بعض حضرات وہ ہیں، جن کے نزدیک حج اور عمرہ کے علاوہ ڈاڑھی کا کاٹنا مطلقا (مٹھی کی مقدار سے کم ہو یا زیادہ) مکروہ ہے۔

مذاہب اربعہ میں ڈاڑھی کا شرعی حکم

مذاہب اربعہ میں ڈاڑھی منڈانا تو بالاتفاق حرام ہے، باقی جہاں تک ڈاڑھی کو ایک مخصوص حد تک بڑھانے کا تعلق ہے، جس سے عجمیوں کے ساتھ مشابہت لازم نہ آئے تو چونکہ ڈاڑھی بڑھانے کی کوئی خاص حد حضور اکرم ﷺ سے ثابت نہیں، اس لئے مذاہبِ اربعہ کے فقہاء کرام رحمہم اللہ کا ڈاڑھی کی حد میں اختلاف ہے، لیکن ان کی عبارات سے اس بارے میں اتفاق معلوم ہوتا ہے کہ مٹھی کی مقدار سے کم کرنا ائمہ کرام رحمہم اللہ میں سے کسی کے نزدیک جائز نہیں۔ اور اسی کو مذاہبِ اربعہ کے اکابر محدثین، مفسرین اور جمہور فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اختیار کیا ہے، چنانچہ مذاہب اربعہ میں ڈاڑھی کا تفصیلی حکم ملاحظہ فرمائیں:

حنفی مذہب:

فقہاءِ احناف رحمہم اللہ کے نزدیک ڈاڑھی مونڈنا حرام اور قبضہ سے کم مقدار میں کاٹنا ناجائز اور کبیرہ گناہ ہے، چنانچہ فقہاءِ احناف رحمہم اللہ نے ڈاڑھی کی حد صراحتاً ایک مٹھی کی مقدار بیان فرمائی ہے، چنانچہ حضرت امام محمد رحمہ اللہ کتاب الآثار میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ قبضہ سے زائد ڈاڑھی کو کاٹ لیا کرتے تھے، اسی کو ہم نے اختیار کیا ہے اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے، اسی طرح ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقات المفاتیح میں حنفیہ کا مذہب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

واللحية عندنا طولها بقدر القبضة بضم القاف[32]

یعنی ہمارے نزدیک ڈاڑھی کی لمبائی قبضہ کی مقدار تک ہے۔

علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ کی فتح القدیر کی عبارت سے ایک مٹھی سے کم مقدار میں کاٹنے کے عدم جواز پر فقہائے کرام رحمہم اللہ کا اتفاق معلوم ہوتا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد[33]

یعنی: ڈاڑھی کو قبضہ سے کم مقدار میں کاٹنا، جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور مرد ہیجڑے کرتے ہیں، اس کو کسی (فقیہ) نے جائز نہیں قرار دیا۔

علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ کی مذکورہ بالا عبارت کو فقہائے حنفیہ میں سے علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے البحر الرائق (۳۰۲/۲) میں، علامہ محمد بن فراموز رحمہ اللہ نے درر الحکام شرح غرر الحکام (۲/۸۸) میں، علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے تبیین الحقائق (۱/۳۳۲) میں، علامہ احمد بن محمد طحطاوی حنفی رحمہ اللہ نے حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح (ص: ۴۴۹) میں، اور علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ نے ردالمحتار (۴۱۸/۲) میں بھی نقل کیا ہے، جس سے ثابت ہوا کہ یہ تمام فقہاء کرام رحمہم اللہ علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ کے اس مؤقف کے ساتھ متفق ہیں، اور ان حضرات کا عبارت ''لم يبحه أحد'' [مٹھی سے کم مقدار میں ڈاڑھی کاٹنے کی امت کے کسی

[32] ملا علي القاري الحنفي، مرقات المفاتيح (إسلام آباد، المكتبة الحقانية)، ج8، ص223۔

[33] العلامة ابن الهمام رحمه الله ، فتح القدير، كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء والكفارة (بیروت، دار الفکر)، ج2، ص348۔

فقیہ اور مجتہد نے اجازت نہیں دی] کوذکر کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان سب کے نزدیک مٹھی سے کم مقدار میں ڈاڑھی کاٹنا ناجائز اور گناہ کبیرہ ہے، لہذا حنفیہ رحمہ اللہ کے نزدیک ڈاڑھی کو مٹھی کی مقدار تک بڑھانا واجب اور ضروری ہے۔

مالکی مذہب

فقہاء مالکیہ رحمہم اللہ کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی قبضہ سے کم مقدار میں کاٹنا ناجائز اور گناہ ہے، چنانچہ الشیخ علی محفوظ نے الابداع فی مضار الابتداع میں حضرات مالکیہ کا یہ مذہب نقل کیا ہے:

مذهب السادة المالكية حرمة حلق اللحية و كذا قصها اذا كان يحصل به مثلة

یعنی فقہاء مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے، اور اسی طرح اس کا کاٹنا بھی، جب کاٹنے سے مثلہ ہو جائے۔

علامہ قرطبی مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لا يجوز حلق اللحية و لا نتفها و لا قصها- یعنی ڈاڑھی مونڈنا، اس کو نوچنا اور اس کو کاٹنا جائز نہیں ہے۔

علامہ محمد علیش رحمہ اللہ "منح الجلیل" میں فرماتے ہیں:

يحرم على الرجل حلق اللحية

یعنی مرد پر ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے۔[34]

علامہ علی عدوی مالکی رحمہ اللہ "حاشیۃ العدوی (580/2) میں فرماتے ہیں:

قوله (لأن حلقهما بدعة) أي بدعة محرمة في اللحية في حق الرجل وأما المرأة فقد تقدم أنه يجب عليها حلق لحيتها۔

خلاصۂ عبارت: مرد کے لیے ڈاڑھی مونڈنا بدعتِ محرمہ ہے، اور عورت پر اپنی ڈاڑھی کا مونڈنا واجب ہے۔

مذکورہ بالا عبارات سے دو باتیں معلوم ہوئیں: ایک یہ کہ اتنی ڈاڑھی کاٹی جاسکتی ہے جتنی لوگوں کو خوبصورت معلوم ہوتی ہو۔ دوسری یہ کہ مٹھی کی مقدار سے زائد ڈاڑھی کے بال کاٹنا جائز ہے۔ گویا کہ حنفیہ کی طرح فقہائے مالکیہ رحمہم اللہ کے نزدیک بھی یہی حکم ہے کہ مٹھی کی مقدار ڈاڑھی رکھنا ضروری ہے، اس سے زائد ڈاڑھی کاٹنا جائز ہے۔

مذہبِ حنبلی

ڈاڑھی کے بارے میں حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ اس کا مونڈھنا حرام ہے اور قبضہ کی مقدار تک رکھنا ضروری ہے، اس سے زائد مقدار کا حکم یہ ہے کہ اگر زیادہ لمبی ہونے کی وجہ سے ڈاڑھی ناشائستہ معلوم ہونے لگے تو اس کو کاٹنے کی اجازت ہے، چنانچہ ڈاڑھی کو مونڈھنے کی حرمت سے متعلق عبارات ملاحظہ فرمائیں:

شمس الدین أبو العون محمد بن أحمد بن سالم السفارینی الحنبلی (المتوفی: ۱۱۸۸ھ) "غذاء الألباب فی شرح منظومة الآداب" میں ڈاڑھی کے حکم کے متعلق حنبلی مذہب بیان فرماتے ہیں:

والمعتمد في المذهب حرمة حلق اللحية. قال في الإقناع: ويحرم حلقها. وكذا في شرح المنتهى وغيرهما.[35]

---

[34] العلامة محمد بن أحمد بن عرفة الدسوقي ،منح الجليل (بيروت، دار الفكر)،ج1،ص82۔

[35] محمد بن صالح بن عثيمين ، غذاء الألباب في شرح منظومة الآداب (المكتبة الوقفية) ج1،ص433۔

ترجمہ: اور معتمد مذہب یہ ہے کہ ڈاڑھی کو مونڈنا حرام ہے اور اقناع میں مصنفؒ نے فرمایا کہ ڈاڑھی کو مونڈنا حرام ہے، شرح المنتھی وغیرہ میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔

اسی طرح شیخ ابوالعباس احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يحرم حلق اللحية للأحاديث الصحيحة، و لم يبحه أحد[36]

یعنی ڈاڑھی کو مونڈنا احادیثِ صحیحہ کی وجہ سے حرام ہے اور اس کو کسی نے بھی جائز نہیں قرار دیا۔

اسی طرح مصطفی بن سعد حنبلی دمشقی نے مطالب أولي النهى في شرح غاية المنتهى میں ذکر کیا ہے۔[37] أبو محمد عبد العزیز بن محمد بن عبد الرحمن بن عبد المحسن السلمان نے ''الأسئلة والأجوبة الفقهية ''میں فرماتے ہیں:

يحرم حلقها وقصها ونتفها وتحريقها''یعنی ڈاڑھی کو مونڈنا، کاٹنا، نوچنا اور جلانا حرام ہے۔[38]

أبو المنذر محمود بن محمد بن مصطفی بن عبد اللطیف المنیاوی التحرير شرح الدليل میں فرماتے ہیں کہ مونچھیں کاٹنا اور ڈاڑھی بڑھانا سنت ہے، اور ڈاڑھی کو مونڈنا حرام ہے، چنانچہ حضرات شیخین (امام بخاری اور امام مسلم رحمہا اللہ) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو، ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ۔ چنانچہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

يسنّ حف الشارب وإعفاء اللحية ويحرم حلق اللحية روى الشيخان عن ابن عمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خالفوا المشركين: وفروا اللحى، وأحفوا الشوارب[39]

مذکورہ بالا تمام عبارات ڈاڑھی کو مونڈھنے کی حرمت سے متعلق تھیں، باقی ایک مٹھی کی مقدار تک ڈاڑھی کو بڑھانے اور اس سے زائد بالوں کو کاٹنے کی بھی فقہائے حنابلہ رحمہم اللہ نے صراحت فرمائی ہے، چنانچہ محمد بن مفلح صالح حنبلی رحمہ اللہ ''الفروع وتصحيح الفروع''میں فرماتے ہیں:

في المذهب ما لم يستهجن طولها "وم" ويحرم حلقها ذكره شيخنا. ولا يكره أخذ ما زاد على القبضة، ونصه لا بأس بأخذه وما تحت حلقه لفعل ابن عمر[40]

خلاصۂ عبارت: حنبلی مذہب میں یہ ہے کہ جب تک ڈاڑھی لمبائی میں ناشائستہ معلوم نہ ہونے لگے، اس وقت تک اس کو بڑھایا جائے، اور ہمارے شیخ (شیخ تقی الدینؒ مراد ہیں) رحمہ اللہ نے ڈاڑھی مونڈنے کو حرام قرار دیا ہے، اور قبضہ کی مقدار سے زائد بالوں کا لینا مکروہ نہیں، نیز حلق سے نیچے کے بالوں کو لینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

مذکورہ بالا عبارت کو حضرت علی بن سلیمان المرداوی نے ''الانصاف''میں بھی ذکر فرمایا ہے، چنانچہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

قال ابن الجوزي في المذهب ما لم يستهجن طولها ويحرم حلقها ذكره الشيخ تقي الدين ولا يكره أخذ ما زاد على القبضة ونصه لا بأس بأخذ ذلك وأخذ ما تحت حلقه۔ [41]

اسی طرح علامہ منصور بن یونس بن إدریس نے البھوتی شرح منتھی الإرادات میں شیخ تقی الدین رحمہ اللہ کی عبارت کو ان الفاظ میں نقل فرمایا ہے:

---

[36] العلامة أبو العباس أحمد بن تيمية ،كتاب الاختيارات العلمية (الرياض، مكتبة الرياض الحديثية) ص6۔

[37] العلامة شمس الدين محمد بن قاسم الشافعي الرملي ،مطالب أولي النهى في شرح غاية المنتهى (بيروت، دار الكتب العلمية)،ج3،ص 629۔

[38] **العلامة ابن تيمية** ، الأسئلة والأجوبة الفقهية (بيروت، دار الكتب العلمية)،ج1،ص18۔

[39] **العلامة محمد بن عبد الله بن سعيد المرداوي الحنبلي** ـالتحرير شرح الدليل (بيروت، دار الكتب العلمية)،ج1،ص74۔

[40] **العلامة منصوربن يونس البهوتي الحنبلي** ،الفروع وتصحيح الفروع (بيروت، دار إحياء التراث العربي)،ج1،ص151۔

[41] **العلامة عبد الرحمن بن محمد بن قاسم الحنبلي**، الإنصاف (بيروت، دار إحياء التراث العربي)،ج1،ص96۔

"يحرم حلقها ذكره الشيخ تقي الدين و لا يكره أخذ ما زاد على القبضة وما تحت حلقه"[42]

یعنی شیخ تقی الدین رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا کہ ڈاڑھی کو مونڈھنا حرام ہے اور ایک مٹھی کی مقدار سے زائد اور حلق سے نیچے کے بالوں کو لینا جائز ہے۔

ان اکابر فقہاء کرام رحمہم اللہ کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ مذہب حنبلی میں ڈاڑھی مونڈنا حرام اور مشت کی مقدار سے کم بالوں کو کاٹنا جائز ہے، اور حضرات حنابلہ کے نزدیک معتمد علیہ یہی مذہب ہے۔

مذہبِ شافعی

فقہاء شافعیہ رحمہم اللہ کی عبارات ڈاڑھی کے حکم میں مختلف ہیں، بعض عبارات میں ڈاڑھی کے مونڈنے کو حرام قرار دیا گیا ہے، اور امام شافعی رحمہ اللہ کا قول بھی کتاب "الام" کے حوالے سے یہی نقل کیا گیا ہے، جیسا کہ علامہ ابن حجر الھیتمیؒ نے "تحفة المحتاج في شرح المنهاج" میں نقل کیا ہے، اسی طرح علامہ زرکشی رحمہ اللہ، علامہ حلیمی رحمہ اللہ، علامہ قفال الشاشی رحمہ اللہ اور امام اذرعی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی بغیر کسی عذر کے ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے، عبارت ملاحظہ فرمائیں:

قال الشيخان: يكره حلق اللحية واعترضه ابن الرفعة في حاشية الكافية بأن الشافعي رضي الله عنه نص في الأم على التحريم قال الزركشي وكذا الحليمي في شعب الإيمان وأستاذه القفال الشاشي في محاسن الشريعة وقال الأذرعي الصواب تحريم حلقها جملة لغير علة بها كما يفعله القلندرية[43]

ترجمہ: شیخین (علامہ محی الدین نووی اور عبدالکریم رافعی) رحمہما اللہ نے فرمایا: ڈاڑھی کو مونڈھنا مکروہ ہے، اس پر علامہ ابن الرفعہ رحمہ اللہ نے اعتراض کیا ہے، کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ نے "الام" میں ڈاڑھی کاٹنے کی حرمت پر صراحت کی ہے، اسی طرح امام زرکشیؒ نے اور علامہ حلیمی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں اور ان کے استاذ قفال شاشی رحمہ اللہ نے محاسن الشریعہ میں فرمایا ہے، نیز امام اذرعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بغیر کسی عذر کے ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے، جیسا کہ قلندریہ فرقہ کے لوگ کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا عبارت کو علامہ اُبو بکر بن محمد شطاالدمیاطی رحمہ اللہ نے اعانۃ الطالبین میں بھی ذکر کیا ہے، اسی طرح علامہ سیوطی رحمہ اللہ "الشمائل الشریفة" میں علامہ طیبی اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں:

وقال الطيبي المنهي عنه هو قصها كالأعاجم أو وصلها كذنب الحمار وقال ابن حجر المنهي عنه الاستئصال أو ما قاربه۔[44]

یعنی: امام طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا: ڈاڑھی کو عجمیوں کی طرح کاٹنے یا گدھے کی دم کی ملانے سے منع کیا گیا ہے اور حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: ڈاڑھی کو مونڈنے یا اتنی کاٹنے کہ مونڈنے کے قریب ہو جائے اس سے منع کیا گیا ہے۔

ان عبارات سے ڈاڑھی بڑھانے کا وجوب اور مونڈنے اور کاٹنے کا ناجائز ہونا معلوم ہوتا ہے۔

---

[42] **العلامة منصوربن يونس البهوتي الحنبلي** ،شرح منتهى الإرادات (بيروت، دار الفكر)، ج1، ص44۔

[43] **أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي الشافعي** ،تحفة المحتاج في شرح المنهاج (بيروت، دار إحياء التراث العربي)، ج41، ص202۔

[44] **أبو عيسى محمد بن عيسى الترمذي** ،الشمائل الشريفة (بيروت، دار الكتب العلمية)، ص261۔

لیکن دوسری طرف علامہ نووی رحمہ اللہ اور علامہ عبدالکریم رافعی رحمہ اللہ جو مشہور شافعی فقیہ ہیں اور فقہ شافعی کے معتمد علیہ ناقل اور محرر سمجھے جاتے ہیں، ان کے حوالہ سے ڈاڑھی کے مونڈنے یا عجمیوں کی طرح کاٹنے کا صرف مکروہ ہونا نقل کیا گیا ہے، اسی طرح اور بھی بعض فقہائے شافعیہ رحمہم اللہ سے کراہت کا قول نقل کیا گیا ہے، چنانچہ عبارات ملاحظہ فرمائیں:

i. علامہ نووی رحمہ اللہ "شرح النووي على مسلم" میں قاضی عیاض رحمہ اللہ کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں:

قال القاضي عياض رحمه الله تعالى يكره حلقها وقصها وتحريقها وأما الاخذ من طولها وعرضها فحسن وتكره الشهرة في تعظيمها كما تكره في قصها وجزها۔[45]

یعنی: قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا: ڈاڑھی کو مونڈنا، کاٹنا اور اس کو جلانا مکروہ ہے، لیکن اس کو لمبائی اور چوڑائی سے لینا اچھا ہے اور اس کو بڑھا ہوا چھوڑنا بھی مکروہ ہے، جیسا کہ اس کا کاٹنا مکروہ ہے۔

ii. علامہ نووی رحمہ اللہ، علامہ خطابی رحمہ اللہ کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ ڈاڑھی کو عجمیوں کی طرح کاٹنا مکروہ ہے، اور ڈاڑھی کاٹنا اور مونچھیں بڑھانا کسری کا طریقہ ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

أن إعفاء اللحية من الفطرة فالإعفاء بالمد: قال الخطابي وغيره هو توفيرها وتركها بلا قص: كره لنا قصها كفعل الأعاجم:[46]

iii. علامہ خطابی رحمہ اللہ ابوداود شریف کی شرح "معالم السنن" میں فرماتے ہیں:

وأما إعفاء اللحية فهو إرسالها وتوفيرها كره لنا أن نقصها كفعل بعض الأعاجم وكان من زي آل كسرى قص اللحى وتوفير الشوارب فندب صلى الله عليه وسلم أمته إلى مخالفتهم في الزي والهيئة.[47]

ترجمہ: لیکن ڈاڑھی کو بڑھانے کا مطلب اس کو کھلا ہوا چھوڑنا مراد ہے اور اس کو عجمیوں کی طرح کاٹنا مکروہ ہے، مونچھوں کو بڑھانا اور ڈاڑھی کو کاٹنا آلِ کسری کا طریقہ ہے اور حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کو آلِ کسری کے طریقے کی مخالفت کو مندوب قرار دیا ہے۔

iv. علامہ شیخ احمد بن حمزۃ شہاب الدین رملی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قوله'(و يكره نتفها اي اللحية الخ) ومثله حلقها ، فقول الحليمي في "منهاجه)" لايحل لاحد ان يحلق لحيته ولاحاجبيه" ضعيف۔

v. محمد بن أحمد بن حمزۃ شمس الدین رملی (سنة الوفاة: 1004) نهاية المحتاج الى شرح المنهاج میں فرماتے ہیں:

"ويندب فرق الشعر وترجيله وتسريح اللحية ويكره نتفها وحلقها"[48]

vi. علامہ سلیمان بن محمد البجیرمی رحمہ اللہ نے حاشیۃ البجیرمی علی الخطیب میں یہاں تک صراحت فرمائی ہے کہ ڈاڑھی مونڈنا مکروہ ہے، حرام نہیں، چنانچہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

" إن حلق اللحية مكروه حتى من الرجل وليس حراما"[49]

---

[45] یحیی بن شرف النووي، شرح النووي علی مسلم، (بیروت، دار احیاء التراث العربي)، ج3، ص151۔

[46] یحیی بن شرف النووي الشافعي، المجموع شرح المهذب (بیروت، دار الفکر)، ج1، ص290۔

[47] أبو سليمان حمد بن محمد الخطابي البستي ،معالم السنن (بيروت، دار الكتب العلمية) ج1، ص31۔

[48] شمس الدین محمد بن أبي العباس الرملي الشافعي ، نهاية المحتاج إلی شرح المنهاج (بیروت، دار الفکر) ج8، ص149۔

یعنی مرد کاڈاڑھی مونڈنا مکروہ ہے، حرام نہیں۔

فقہائے شافعیہ رحمہم اللہ کی مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی مونڈنا مکروہ ہے، حرام نہیں۔

فقہائے شافعیہ رحمہم اللہ کا راجح قول

حضراتِ شافعیہ رحمہم اللہ کی عبارات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی ایک مشت سے کم ڈاڑھی منڈوانا جائز نہیں، جس کی درج ذیل وجوہ ہیں:

ا۔۔فقہاء شافعیہ رحمہم اللہ میں سے سب سے پہلے علامہ خطابی رحمہ اللہ (جو کہ تیسری صدی ہجری کے مشہور شافعی عالم ہیں) نے ڈاڑھی کے کاٹنے پر کراہت کا حکم لگایاہے اور علامہ خطابی رحمہ اللہ کا یہ قول ابوداؤد شریف کی شرح معالم السنن میں مذکور ہے، جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ جہاں تک علامہ نووی رحمہ اللہ اور علامہ رافعی رحمہااللہ کی عبارات کا تعلق ہے تو علامہ نووی رحمہ اللہ نے دو جگہوں پر ڈاڑھی کے کاٹنے کا مکروہ ہونا نقل کیا ہے:

اول المجموع شرح المہذب میں علامہ خطابی رحمہ اللہ کے حوالہ سے ڈاڑھی کاٹنے کو مکروہ قرار دیا ہے، جبکہ علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کسی فقہ کی کتاب میں اس بات کو ذکر نہیں کیا، بلکہ حدیث کی شرح میں ذکر کیا ہے، جبکہ کسی فقہی مسئلہ کے معتبر ہونے کے لیے اس کا فقہی کتابوں میں ہونا ضروری ہے۔

البتہ بعض کتبِ شافعیہ میں یہ عبارت موجود ہے کہ حضرات شیخین رحمہااللہ (علامہ نووی اور علامہ رافعی رحمہااللہ) نے ڈاڑھی کاٹنے کو مکروہ قرار دیا ہے، جیسا کہ اعانۃ الطالبین اور تحفۃ المحتاج وغیرہ میں مذکور ہے، لیکن ان کتب میں اس عبارت کو ذکر کرکے صاحبِ اعانۃ الطالبین اور صاحبِ تحفۃ المحتاج نے ابن الرفعہ رحمہ اللہ کے حوالہ سے اس پر اعتراض کیا ہے کہ ڈاڑھی مونڈنے کو حضرت امامِ شافعی رحمہ اللہ نے ''الام'' میں حرام قرار دیا ہے تو ان کے خلاف کراہت کا کیسے معتبر ہوگا؟ کیونکہ جب امام مجتہد رحمہ اللہ سے حرمت کی تصریح منقول ہے تو ان کے مقلدین کا عدمِ حرمت کا قول قبول نہیں ہونا چاہیے۔ (ان کتب کی عبارات پیچھے گزر چکی ہیں) ان کے علاوہ علامہ عبدالحمید شروانی اور علامہ احمد بن قاسم عبادی رحمہااللہ تحفۃ المحتاج کے حاشیہ ''حواشي الشرواني والعبادي'' نے بھی اس عبارت کو نقل کیا ہے۔[50]

فقہائے شافعیہ رحمہم اللہ کا مذکورہ بالا عبارات میں ذکر کردہ قول ''قال الشیخان یکرہ'' کی عبارت کو نقل کرنے کے بعد اس پر اعتراض کرکے حرمت کا قول ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان حضرات کے نزدیک حرمت کا قول راجح ہے، کیونکہ اگر یہ حضرات بھی کراہت کے قائل ہوتے تو حضرت امام نووی اور امام رافعی رحمہااللہ کی عبارت پر اعتراض ذکر نہ کرتے۔

۲۔۔دوسری وجہ یہ کہ اگر بالفرض حضراتِ شیخین رحمہااللہ کی طرف منسوب مذکورہ بالا عبارت کو درست مان لیا جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ فقہائے شافعیہ رحمہم اللہ کے نزدیک لفظِ مکروہ کا اطلاق چار معانی پر ہوتا ہے، چنانچہ امام غزالی رحمہ اللہ ''المستصفى للغزالي'' میں فرماتے ہیں:

> وأما المكروه فهو لفظ مشترك في عرف الفقهاء بين معاني أحدها المحظور فكثيرا ما يقول الشافعي رحمه الله وأكره كذ وهو يريد التحريم الثاني ما نهي عنه نهي تنزيه وهو الذي أشعر بأن تركه خير من فعله وإن لم يكن عليه عقاب كما أن الندب هو الذي أشعر بأن فعله خير من تركه الثالث ترك ما هو الأولى وإن لم ينه عنه كترك صلاة الضحى مثلا لا لنهي ورد عنه ولكن لكثرة فضله وثوابه قيل فيه إنه مكروه تركه الرابع ما وقعت الريبة والشبهة في تحريمه كلحم السبع وقليل النبيذ

---

49 **سلیمان بن محمد البجیرمی الشافعي**، حاشیۃ البجیرمی علی الخطیب (بیروت، دار الکتب العلمیۃ) ج13، ص273۔

50 **أحمد بن قاسم العبادي**، حواشي الشرواني والعبادي (بيروت، دار إحياء التراث العربي)، ج9، ص376۔

قال الشيخان يكره حلق اللحية المعتمد إلخ) واعترضه ابن الرفعة في حاشية الكافية بأن الشافعي رضي الله تعالى عنه نص في الام على التحريم قال الزركشي وكذا الحليمي في شعب الايمان وأستاذه القفال الشاشي في محاسن الشريعة وقال الاذرعي الصواب تحريم حلقها جملة لغير علة بها كما يفعله القلندرية۔

خلاصہ عبارت: لفظ مکروہ فقہاء کرام رحمہم اللہ کے عرف میں کئی معانی کے لئے مشترک استعمال ہوتا ہے، اول ممنوع فعل کے لئے، جیسے امام شافعی رحمہ اللہ اکثر ''اکرہ کذا'' فرماتے ہیں اور اس سے تحریم مراد لیتے ہیں۔ دوم مکروہ تنزیہی کے لئے، یعنی ایسے کام کے لئے جس کا چھوڑنا اس کے کرنے سے بہتر ہو۔ سوم خلاف اولیٰ کام کے لئے، جیسے چاشت کی نماز کے چھوڑنے کو مکروہ (خلاف اولیٰ) کہا گیا ہے، چہارم ایسے فعل کے لئے جس کی حرمت میں شبہ ہو، جیسے تھوڑی مقدار میں نبیذ کا استعمال کرنا اور درندے کا گوشت کھانا وغیرہ۔

اسی طرح علامہ زرکشی شافعی رحمہ اللہ (جن کا شمار معتبر علمائے اصولیین میں ہوتا ہے) نے اپنی کتاب ''البحر المحيط في أصول الفقه'' میں مذکورہ بالا چار معانی کی مثالوں کے ساتھ وضاحت فرمائی ہے۔[51]

اسی طرح مشہور شافعی فقیہ علامہ علی بن عبدالکافی السبکی رحمہ اللہ ''الإبهاج في شرح المنهاج'' میں لفظِ مکروہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

في المكروه ثلاثة اصطلاحات أحدها الحرام: فيقول الشافعي أكره كذا وكذا ويريد التحريم وهو غالب إطلاق المتقدمين تحرزا عن قول الله تعالى ولا تقولوا لما تصف ألسنتكم الكذب هذا حلال وهذا حرام فكرهوا لفظ التحريم الثاني: ما نهى عنه نعي تنزيه وهو المقصود هنا الثالث: ترك الأولى كترك صلاة الضحى لكثرة الفضل في فعلها۔[52]

ترجمہ: لفظِ مکروہ میں تین اصطلاحات ہیں: اول حرام ہونا، جیسے امام شافعی رحمہ اللہ ''اکرہ کذا'' (میں اس کو مکروہ سمجھتا ہوں) فرماتے ہیں اور اس سے حرام مراد لیتے ہیں اور متقدمین علمائے کرام رحمہم اللہ اکثر اسی معنی کے لیے لفظ مکروہ استعمال فرماتے ہیں، کیونکہ ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرنا تھا کہ ''جن چیزوں کے بارے میں تمہاری باتیں جھوٹی باتیں بناتی ہیں ان کے بارے میں یہ نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہیں'' اس لیے انھوں نے لفظ تحریم کے استعمال کو ناپسند سمجھا۔ دوم مکروہ تنزیہی کے لیے۔ سوم خلافِ اولیٰ کے لیے، جیسے چاشت کی نماز کا چھوڑنا وغیرہ۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ فقہائے شافعیہ رحمہم اللہ کے نزدیک مکروہ کا لفظ کئی معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور کون سی جگہ پر کون سے معنی کے لئے مکروہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، اس بات کا فیصلہ قرینہ اور دلیل سے ہوتا ہے اور ڈاڑھی کے بڑھانے کا حکم صریح احادیث سے ثابت ہے، اسی لئے بعض فقہاء کرام رحمہم اللہ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ ان احادیث کے اطلاق کی بناء پر ڈاڑھی کو قبضہ کی مقدار کے بعد بھی نہ کاٹنا اولیٰ ہے، جیسا کہ شافعی فقیہ علامہ نووی رحمہ اللہ ''شرح النووي على مسلم'' میں فرماتے ہیں:

فحصل خمس روايات: أعفوا وأوفوا وأرخوا وأرجوا ووفروا، ومعناها كلها: تركها على حالها. هذا هو الظاهر من الحديث الذي تقتضيه ألفاظه، وهو الذي قاله جماعة من أصحابنا وغيرهم من العلماء--------- والمختار ترك اللحية على حالها وألا يتعرض لها بتقصير شيء أصلا[53]

ترجمہ: پانچ قسم کی روایات جیسے أعفوا و أوفوا و أرخوا و أرجوا و وفّروا (جو ڈاڑھی کو بڑھانے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں) ان سب کا معنی یہ ہے کہ ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑا جائے، یہی حدیث کے ظاہری الفاظ کا

---

[51] **بدر الدين محمد بن بهادر بن عبد الله الزركشي الشافعي**، البحر المحيط في أصول الفقه (بيروت، دار الكتب)، ج1، ص393۔

52 **شمس الدين محمد بن عبد الله الرملي الشافعي**، الإبهاج في شرح المنهاج (بيروت، دار الفكر)، ج1، ص59۔

[53] **يحيى بن شرف النووي الشافعي**، شرح النووي على مسلم (بيروت، دار إحياء التراث العربي)، ج1، ص418۔

تقاضاہے اور ہمارے اصحاب اور بعض دیگر علمائے کرام کا مذہب ہے۔۔۔۔۔اور مختار یہی ہے کہ ڈاڑھی کو
اپنے حال پر چھوڑا جائے اور اس کو بالکل نہ کاٹا جائے۔

علامہ نووی رحمہ اللہ کی عبارت میں ذکر کردہ احادیث مبارکہ میں وارد ہونے والے مذکورہ بالا تمام صیغے امر کے ہیں، نیز ڈاڑھی مونڈنے یا مقدار قبضہ سے کم کاٹنے کی صورت میں کفار کے ساتھ مشابہت، عورتوں کے ساتھ مشابہت، اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی، شعائر اسلام کی مخالفت اور مثلہ کرنا لازم آتا ہے، یہ تمام امور شرعاناجائز اور ممنوع ہیں، جیساکہ شروع میں ان کی تفصیل گزر چکی ہے، اسی لئے جمہور فقہائے کرام رحمہم اللہ نے ڈاڑھی کے مونڈنے اور قبضہ کی مقدار سے کم کاٹنے کو ناجائز قرار دیا ہے، لہذا ان دلائل کا تقاضا یہ ہے کہ فقہائے شافعیہ رحمہم اللہ کی جن عبارات میں لفظ مکروہ آیا ہے، اس سے محظور (شرعاممنوع) مراد لیا جائے، جس کا ارتکاب ناجائز اور گناہ ہے، نیز حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا "الام" کے حوالہ سے نقل کیا گیا حرمت کا قول بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ جن فقہائے شافعیہ رحمہم اللہ نے ڈاڑھی کاٹنے کو مکروہ قرار دیا ہے وہاں مکروہ سے حرام مراد لیا جائے۔

نتائج بحث:

1) ڈاڑھی بڑھانا احادیث مبارکہ سے صراحتاً ثابت ہے اور ان احادیث میں امر کا لفظ استعمال کر کے ڈاڑھی بڑھانے کے وجوب کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے، کیونکہ امر کا صیغہ عربی میں بغیر کسی قرینہ کے وجوب کے لیے آتا ہے، اس لیے ڈاڑھی شرعاواجب اور شریعت کا لازمی حکم ہے۔
2) احادیثِ مبارکہ کے علاوہ ڈاڑھی کاٹنے میں تشبہ بالنساء، تشبہ بالکفار، مثلہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرنا بھی لازم آتا ہے، جس کی شریعت میں قطعاً اجازت نہیں، لہذا بغیر کسی عذر کے ڈاڑھی مونڈھنا ناجائز اور خلافِ شرع ہے۔
3) ایک مشت سے زائد ڈاڑھی کٹوانا جائز ہے اور یہ عمل بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ثابت ہے، البتہ ایک مشت سے زائد اتنی ڈاڑھی بڑھانا کہ جو دیکھنے والے کو خوبصورت لگے، ایک مستحسن عمل ہے۔
4) کسی عذر مثلاً اپریشن وغیرہ کرنے کے لیے ڈاڑھی مونڈھنے کی گنجائش ہے، بشرطیکہ ماہر اور دیندار ڈاکٹر تجویز کریں کہ اس علاج یا اپریشن کے لیے ڈاڑھی مونڈھنا ضروری ہے۔
5) مذاہب ثلاثہ یعنی حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے فقہائے کرام رحمہم اللہ کا اس پر اتفاق ہے کہ ایک مشت تک ڈاڑھی رکھنا ضروری اور اس سے کم کترونا ناجائز اور گناہ ہے، البتہ حضراتِ شافعیہ رحمہم اللہ کے بعض فقہائے کرام رحمہم اللہ کے نزدیک مکروہ کا حکم نقل کیا گیا ہے، مگر راجح قول کے مطابق مکروہ سے کراہت تحریمی مراد ہے اور جو کہ شرعاناجائز ہے۔

مصادر و مراجع

1) القرآن الکریم
2) صحیح البخاری، امام محمد بن اسمعیل بخاری رحمہ اللہ، الناشر: دار طوق النجاۃ۔
3) الصحیح لمسلم، امام مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیری النیسابوری، دار إحیاء التراث العربي- بیروت۔
4) فتح القدیر، علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ، الناشر دار الفکر۔
5) البحر الرائق، علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ، دار احیاء التراث العربي۔
6) الأخبار العلمیۃ من الاختیارات الفقھیہ، علامہ ابو العباس احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ، الناشر: مکتبۃ الریاض الحدیثیہ۔
7) درر الحکام شرح غرر الحکام، علامہ محمد بن فراموز رحمہ اللہ۔
8) تبیین الحقائق، علامہ زیلعی رحمہ اللہ، الناشر: دار الکتب الإسلامی۔
9) حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، علامہ احمد بن محمد طحطاوی حنفی رحمہ اللہ، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

10) ردالمحتار، علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ، الناشر: ایچ۔ایم۔ سعید، کراچی۔

11) الابداع فی مضار الابتداع، علامہ علی محفوظ۔المکتبۃ الشاملۃ۔

12) منح الجلیل، علامہ محمد علیش رحمہ اللہ، الناشر: دار الفکر۔

13) شرح الخلیل، علامہ دسوقی مالکی رحمہ اللہ، المکتبۃ الشاملۃ۔

14) حاشیۃ العدوی، علامہ علی عدوی مالکی رحمہ اللہ، الناشر دار الفکر، بیروت۔

15) الفواکہ الدوانی علی رسالۃ ابن أبی زید القیروانی، علامہ أحمد بن غانم شھاب الدین النفراوی الأزھری المالکی رحمہ اللہ، المکتبۃ الشاملۃ۔

16) الفروع و تصحیح الفروع، علامہ محمد بن مفلح صالحي حنبلی رحمہ اللہ، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ۔

17) کشاف القناع عن متن الإقناع، علامہ منصور بہوتی حنبلی رحمہ اللہ، دار الکتب العلمی، بیروت۔

18) مطالب أولی النھی فی شرح غایۃ المنتھی، علامہ مصطفی بن سعد حنبلی دمشقی، المکتبۃ الشاملۃ۔

19) الأسئلۃ والأجوبۃ الفقھیۃ، علامہ أبو محمد عبد العزیز بن محمد بن عبد الرحمن، مکتبۃ المسجد النبوي الشریف۔

20) التحریر شرح الدلیل، علامہ أبو المنذر محمود بن محمد بن مصطفی بن عبد اللطیف المنیاوی، الناشر: المکتبۃ الشاملۃ، مصر۔

21) الدر المختار مع حاشیہ ابن عابدین-امام علاؤ الدین حصکفی رحمہ اللہ، الناشر: ایچ۔ایم۔ سعید، کراچی۔

22) الإنصاف، علامہ حضرت علی بن سلیمان المرداوی۔الناشر: دار إحیاء التراث العربي، بیروت

23) شرح منتھی الإرادات، علامہ منصور بن یونس بن إدریس البھوتی، الناشر: عالم الکتب، بیروت۔

24) تحفۃ المحتاج في شرح المنھاج، علامہ ابن حجر الھیتمی دار الکتب العلمیۃ، بیروت

25) اعانۃ الطالبین، علامہ أبو بکر بن محمد شطا الدمیاطی رحمہ اللہ، الناشر دار الفکر، بیروت۔

26) الشمائل الشریفۃ، علامہ سیوطی رحمہ اللہ: دار طائر العلم للنشر والتوزیع۔

27) شرح النووی علی مسلم، علامہ نووی رحمہ اللہ، الناشر: دار إحیاء التراث العربي-بیروت۔

28) معالم السنن، علامہ خطابی رحمہ اللہ، المکتبۃ الشاملۃ۔

29) اسنی المطالب شرح روضۃ الطالب، علامہ شیخ احمد بن حمزۃ رملی رحمہ اللہ دار الکتب العلمیۃ-بیروت

30) نھایۃ المحتاج الی شرح المنھاج، علامہ محمد بن أحمد بن حمزۃ شمس الدین رملی، المکتبۃ الشاملۃ۔

31) حاشیہ البجیرمی علی الخطیب، علامہ سلیمان بن محمد البجیرمی رحمہ اللہ، الناشر: دیار بکر-ترکیا۔

32) حواشی الشروانی والعبادی، علامہ عبد الحمید شروانی اور علامہ احمد بن قاسم عبادی رحمہما اللہ، المکتبۃ الشاملۃ۔

33) المستصفی، امام محمد غزالی رحمہ اللہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت

34) الإبھاج فی شرح المنھاج، علامہ علی بن عبد الکافی السبکی رحمہ اللہ: الناشر: دار الکتب العلمیۃ۔

35) البحر المحیط في أصول الفقہ، علامہ زرکشی شافعی رحمہ اللہ، الناشر دار الکتب العلمیۃ۔

36) بوادر النوادر، الشیخ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ: زمزم بک ڈپو، دیوبند۔

37) جواہر الفقہ، مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ، مکتبہ دار العلوم، کراچی۔

38) الفقہ علی المذاھب الأربعۃ، علامہ عبد الرحمن الجزیری رحمہ اللہ، المکتبۃ الشاملۃ۔

39) الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، دار السلاسل-الکویت۔